فہرست

مقدمہ 3
ہم کفار کیخلاف کیوں لڑتے ہیں 5
جو بھی اس شیطانی لشکر کے ساتھ مل کر مسلمانوں کیخلاف لڑے، اس کی معاونت کرے وہ بھی اسی کی حکم میں ہیں 9
اس بارے میں علماء دیوبند میں مولانا حسین احمد مدنیؒ کا ایک تاریخی اور قابل توجہ فتویٰ 12
پاکستانی فوج اور حکمرانوں نے علی الاعلان مسلمانوں کیخلاف کفر کا ساتھ دیا 14
پاکستانی رٹ اسلامی نہیں 15
مختلف دینی جماعتیں پاکستان میں کفری قانون کی بڑی دلیل ہیں 17
کیا حکومت بیرونی دباؤ سے شرعی نظام نافذ نہیں کراتی؟ 18
افسروں کے علاوہ نچلے طبقے کی بھی مجبوری کوئی شرعی عذر نہیں 20
مجبوا اور غیر مجبور میں فرق نہ تو لازم ہے اور نہ ہی ممکن 22
کیا نوکری چھوڑ کر گھر نہیں آسکتے؟ 23
اگر افغان فوج سے لڑنا واجب ہے تو پاکستانی فوج سے لڑنا حرام کیوں؟ 24
بعض کم فہمی پر مبنی شبہات کا ازالہ 26
کیا مظلوم مسلمانوں کی مدد کی خاطر سرحد عبور کرنا مجاہدین کی غلطی ہے؟ 28
کیا یہود و نصاریٰ ہمارے خالہ زاد بھائی ہے؟ 29
کیا یہ نسل کشی اور گھروں، جائیدادوں کی مسماری یہود و نصاریٰ سے ہماری حفاظت کی خاطر ہے؟ 32
نامردوں پر مردوں کو قربان کرنا کوئی دانشمندی نہیں 33

پاکستانی حکمرانوں اور فوج کے خلاف واضح فتویٰ	35
مفتی نظام الدین شہیدؒ کا واضح فتویٰ	36
شیخ الحدیث مولانا نورالہدیٰ صاحب کا فتویٰ	36
اسلامی ریاست میں عدم خروج کا نظریہ امام ابوحنیفہؒ کا نہیں	39
امام صاحب کے نزدیک کفار کو چھوڑ کران حکمرانوں کے خلاف لڑنا افضل ہے	41
500 علماء کرام کا فتویٰ	42
فتویٰ کا اقتباس	43
اس فتویٰ پر دستخط کرنیوالوں میں چند ممتاز علماء کے اسمائے گرامی	44

مقدمہ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد!

ہمارے ملک میں موجود ہے جو سرے سے جہاد کا فلسفہ غلط سمجھتے ہیں۔ جہاد کو فساد سے تعبیر کرتے ہیں۔ روشن خیالی کا یہ سمندر جب تک خشک نہ ہو تب تک یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آسکتی۔

اور اکثر لوگ ایسے ہیں کہ یہود و نصاریٰ سے لڑنا تو ان کے سمجھ میں آتا ہیں مگر پاکستانی فوج کے خلاف لڑنا ان کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ اب ایسے لوگوں کو سمجھانے کے واسطے کافی کوکاوشیں ہوئی ہیں ۔اس موجوع پر کتابیں بھی موجود ہیں اور مختلف کتابوں سے اقتباسات بھی موجود ہیں۔ مگر اعتراضات اور غلط فہمیوں کے ساتھ پھر وہ ہمت نہیں کہ اگر بات خود سمجھ میں نہ آئے تو ان کتابوں کا مطالعہ کریں تا کہ بات سمجھ میں آجائے۔

اگر بات مختلف کتابوں کے اندر بکھری ہوئی ہے تو اکٹھا کرنے کی ہمت نہیں، اور اگر کوئی اور ہمت کر کے اکٹھا کر دے مگر صفحات کی تعداد کچھ بڑھ جائے تو پھر پڑھنے کی ہمت نہیں۔ کیونکہ بصیرت کے ساتھ دشمن اور دوست کی پہچان کا جذبہ تقریباً مفقود ہو چکا ہے ،موجودہ حالات کی بصیرت حاصل کرنے کیلئے موجودہ حالات کا انتہائی گہرائی سے مطالعہ کرنا بھی ہم ضروری نہیں سمجھتے ہیں۔ لہٰذا اس کتاب میں موجودہ حالات کے اعتبار سے پاکستان میں جہاد کی فرضیت اور ضرورت کو اس انداز سے اجمالاً بیان کرنے کی کوشش کی

ہیں کہ کم ہمت اور مصروف آدمی کے سامنے بھی ایک حد تک بات سمجھ آجائے اور مطمئن بھی ہو جائے۔ چونکہ میرے اندر اتنی استعداد نہیں تھی کہ براہِ راست قرآن و حدیث سے اس درجہ استنباط کر سکوں اور نہ ہی اس ہجرت کے وقت اتنی کتابیں مہیا ہو سکتی ہیں لہٰذا میں نے شیخ ابو یحیٰ اللیبی کی کتاب شمشیر بے نیام (جو اس موضوع پہ تفصیلی کتاب ہے) سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ اور میں نے لوگوں کے ذہن کا جو مطالعہ کیا تھا اور روز مرہ لوگوں کی طرف سے جس انداز سے اس موضوع پر اشکلات سامنے آرہے تھے، تقریباً اسی کے مطابق میں نے اس کتاب سے عبارات کا چناؤ کر کے اس مختصر رسالے کو ترتیب دیا ہے۔ اور چند اشکلات کا اپنی طرف سے ازالہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

معلوم نہیں یہ حقیر سعی میرے دعوے کے مطابق ہو گی یا نہیں۔ اگر ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہے اور اللہ تعالیٰ مجھے اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے، اور علماء حضرات سے ایک بار پھر تائید کی گزارش ہے۔ اور اگر کمی کوتاہی ہے تو یہ میرے نفس کی شرارت ہے ۔لہٰذا علماء حضرات سے مشفقانہ انداز سے تصیح کا خواستگار ہوں کہ میری اس فکر اور سوچ میں میری رہنمائی فرمائیں، میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں گا۔

ہم کفار کے خلاف کیوں لڑتے ہیں؟

کفار کی ذات سے ہماری کوئی دشمنی نہیں، بلکہ کفار جن امور کے مرتکب ہیں وہ اس قابل ہیں کہ ہم ان کے خلاف لڑیں۔ کیونکہ کہ ان امور کے مرتکب ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان سے لڑنے کا حکم دیا ہے۔ جس کی بنا پر ہمارا اختیار ختم ہو چکاہ کہ چاہے ہم ان سے لڑیں ان سے یا نہ لڑیں، نہیں بلکہ لڑنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس نقطہ کو ہم مختصراً بیان کنے کی کوشش کریں گے کیونکہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ تحریر اگر کچھ لمبی ہو جائے تو آج کے بے ذوق اکتا جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وقتلو هم حتى لا تكونہ فتنہ و يكون الدين لله فاِن انتهوا فلا عدوان الا على الظلیمن،

(ترجمہ) اور لڑو ان سے یہاں تک کہ فتنہ (فساد) باقی نہ رہے، اور حکم رہے خدا تعالیٰ کا ، پھر اگر باز نہ آئیں تو کسی پر زیادتی نہیں مگر ظالموں پر " ۔(البقرہ 193)

یعنی کافروں سے لڑنا اس واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو اور کسی کو دین سے گمراہ نہ کر سکیں خاص کر اللہ ہی کا حکم جاری رہے۔ سو جب وہ شرک سے باز آجائیں تو زیادتی سوائے ظالموں کے اور کسی پر نہیں۔ یعنی جو بدی سے باز آگئے وہ اب ظالم نہ رہے تو اب ان پر زیادتی بھی مت کرو۔ ہاں جو فتنہ سے باز نہ آئیں ان کو شوق سے قتل کرو" (تفسیر عثمانی)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

و ما لکم لا تقا تلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنسآءِ والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھٰذہِ القر یۃِ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا وجعل لنا من لدنک نصیرًا

"اور تم کو کیا ہوا کہ نہیں لڑتے ہو اللہ کی راہ میں اوور ان کے واسطے جو مغلوب ہیں مر د اور عور تیں اور بچے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں نکال اس بستی سے کہ ظالم ہیں یہاں کہ لوگ اور کر دے ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمائتی اور کر دے ہمارے واسطے اپنے پاس سے مدد گار"۔(النساء75)

یعنی دو وجہ سے تم کو کافرو سے لڑنا ضروری ہے، ایک تو اللہ کے دین کو بلند اور غالب کرنے کی غرض سے، دوسرے جو مظلوم مسلمان کافروں کے ہاتھ میں بے بس پڑے ہیں ان کو چھڑانے اور خلاصی دینے کی وجہ سے۔ مکہ میں بہت لوگ تھے کہ محمد ﷺ کے ساتھ ہجرت نہ کر سکے اور ان اقرباء ان کو ستانے لگے کہ پھر کافر ہو جائیں۔ سو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ تم کو دو وجہ سے کافروں سے لڑنا ضروری ہے تا کہ اللہ کا دین بلند ہو اور مسلمان جو کہ مظلوم اور کمزور ہیں کفار کے ظلم سے نجات پائیں۔"(تفسیر عثمانی)

حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا"مجھے میرے رب نے کفار سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار و گواہی اور نماز قائم کرنے اور ذکوۃ ادا کرنے تک لڑنے کا حکم دیا ہے۔ جب کفار ان احکام کو مان لیں گے تو اپنی جانوں اور مالوں کو مجھ سے محفوظ کر لیں گے ہاں اسلام کا حق اب بھی باقی رہے گا۔اور پوشیدہ اعمال کا حساب اللہ کے حوالے ہے"۔(بخاری و مسلم)

فائدہ میں حضرت مولانا فضل محمد صاحب حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

"اللہ نے تمام انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے پیدا فرمایا ہے، جب انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں تو وہ اپنے بندوں کی بندگی سے آذاد ہو کر خالق و مالک کے غلام اور بندے بن جاتے ہیں۔ پھر خالق و مالک کی جانب سے ان کے وفادار بندوں کی جان و مال کی حفاظت ہوتی ہیں۔ لیکن یہی انسان اگر اپنے خالق و مالک سے باغی ہو کر عبادت کے کے بجائے بغاوت پر اتر آتے ہیں تو اب یہ لوگ انسان کے درجے سے گر کر حیوان کے درجے میں اتر آتے ہیں پہلے انسان اشرف المخلوقات میں شمار ہوتے تھے لیکن اب یہ لوگ ارذل المخلوقات (مخلوقات میں سب سے ذلیل) ہو کر باغی ہو جاتے ہیں، خالق و مالک کی بجائے یہ لوگ غلاموں کے غلام ہو جاتے ہیں اور جانوروں کی طرح ان کی خرید و فروخت جائز ہو جاتی ہیں۔ اس لئے خالق کی وفادار فوج مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے کہ خالق کی اس باغی فوج سے لڑو، ان کو قتل کرو، قید و بند میں رکھو اور غلام بنا کر بازاروں میں بیچو یا گھر میں بطورَ خادم رکھو۔ ان کے اموال کو بطورِ غنیمت لے کر کھاؤ، اور انسانیت کے جسم میں کفر کا یہ مہلک اور خطرناک پھوڑا جہاد کے آپریشن کے ذریعے کاٹ کر الگ کرو تاکہ باقی جسم کینسر سے محفوظ ہو جائے۔

الغرض جب تک دنیا میں کفر و فساد ہو گا جہاد کی تلوار سونتی رہے گی اس حدیث میں اسی فلسفہ اسی حکمت کی طرف اشارہ ہے۔ حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جہاد کفر کے وجود کے ساتھ مربوط (ملاہو) ہے جہاں کفر ہو گا وہاں جہاد ہو گا۔ یہاں تک کہ قانون

اسلام غالب آجائے اور خدا کی زمین پر خدا کا نظام و قانون نافذ ہو جائے"۔(دعوت جہاد ص 23/24)

مذکورہ بیان سے معلوم ہو رہا ہے کہ دنیا میں دو قسم کے نظام ہیں:(1)شریعت کا نظام (2) جاہلیت کا نظام۔اور یہ بات بھی واضح ہو رہی ہے کہ لوگ بھی دو قسم کے ہیں (1) شرعی نظام قائم کرنے والے (2) جاہلی (شیطانی) نظام قائم کرنے والے۔شرعی نظام قائم کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کفار جاہلیت کا نظام قائم کرنے والوں کے ساتھ لڑو، یہ کمزور کچھ بھی نہیں کرسکتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلذین اٰ منوا یقاتلون فی سبیل اللہ والذین کفروا یقاتلون فی سبیل الطاغوت فقاتلوا اولیاءَ الشیطٰن ان کید الشطان کان ضعیفاً "

" جو لوگ ایمان لائے وہ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں۔پس تم شیطان کے ساتھیوں سے لڑو۔بے شک شیطان کی چال نہایت کمزور ہے"۔(النسآء:74)

لہٰذا مذکورہ وجوہات کی بنا پر کفار سے لڑنا ہمارے لئے ناگزیر ہے کہ کفار یہ نظام تمام دنیا پہ مسلط کر رہے ہیں اور کافی حد تک کر دیا ہے اور ہر سو مسلمانوں پہ بے شمار ظلم ڈھا رہے ہیں ۔

جو بھی اس شیطانی لشکر کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف لڑے، اس کی معاونت کرے، وہ بھی اسی کے حکم میں ہے

سلف و خلف کے علماء اس امر پر متفق ہیں کہ کفر و اسلام کی جنگ میں کفار کا ساتھ اور مسلمانوں کے مقابل ان کفار کی مدد کرنا ان خطرناک جرائم میں سے ہیں جو ایک مسلمان کو دین سے خارج کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یا ایها الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیهود والنصٰرٰی او لیاء بعضهم اولیاء بعض و من یتو لهم منکم فانهٗ منهم ان الله لا یهدی القوم الظلمین

"اے ایمان والو! یہود و نصارٰی کو اپنا دوست مت بناؤ، یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور ساتھی ہیں۔ اور تم میں سے جو کوئی بھی ان کو دوست بنائے وہ انہی میں سے ہیں۔ بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتے"۔ (المائدہ: 51)

امام قرطبیؒ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

(ومن یتو لهم منکم) أی یعضدهم علی المسلیمن ،(فانه منهم)بین تعالی أن حکم کحکمهم

"(اور تم میں سے جو کوئی بھی انہیں اپنا دوست بنائے) یعنی مسلمانوں کے مقابلے میں ان کی مدد کرے (تو وہ انہی میں سے ہیں) یعنی اس کا اور ان کا (یہود و نصاریٰ) کا شرعی حکم ایک سا ہے"۔

امام طبریؒ (فانه منهم) "وہ انہیں میں سے ہیں" کی تشریح میں لکھتے ہیں:

فهو من اهل دينهم

وہ انہیں (یہود و نصاریٰ) کے دین وملت پر ہیں"۔

امام مطہری حنفیؒ (فانہ منہم) کے ذیل میں لکھتے ہیں:

يعنى كافر منافق

"یعنی وہ انہی کی طرح کافر ہے منافق ہے"۔

امام ابو بکر جصاصؒ فرماتے ہیں:

واِنما المراد احد وجهين :ان كان الخطاب لكفار العر فهو دال على ان عبده الاوثان من العرب اذا تهودوا اَو تنصروا كان حكمهم حكمهم ،و ان كان الخطاب للمسليمن فهو اِخبار بانه كافر مثلهم بموالاته اياهم۔

"اس آیت مبارکہ میں دو میں سے کوئی ایک معنی ہے: اگر تو یہاں کفار عرب خطاب ہے تو پھر یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عرب کے بت پرست اگر یہود و نصاریٰ ہو جائیں تو ان پر بھی یہود و نصاریٰ والے شرعی احکامات لاگو ہوں گے۔ اور اگر یہاں مسلمانوں کو مخاطب کیا جارہا ہے تو پھر آیت ہمیں بتلاتی ہے کہ جو مسلمان کفار کا ساتھ دے وہ انہی کی طرح کافر ہو جاتا ہے"۔

علامہ جمال الدین قاسمیؒ فرماتے ہیں:

اور جو ان (یہود و نصاریٰ) کے ساتھ دوستی کرے گا بے شک وہ انہی میں سے ہو گا یعنی وہ ان کی جماعت اور پارٹی میں سے ہو گا اور اس کا حکم بھی ان کافروں کی طرح ہو گا، اگرچہ وہ دوستی کرنے والا یہ گمان کرتا ہے کہ دین کے اعتبار سے وہ ان کافروں کے مخالف ہے ،لیکن اس کی موجودہ حالت دلالت کرتی ہے کہ وہ ان میں سے ہے، کیونکہ یہ شخص ان

کافروں کی کامل و مکمل طور پہ موافقت کرتا ہے"۔(محاسن التاویل للقاسمی،ج 2،ص 640) دوسری جگہ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:اور جو تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا یعنی کافروں کو مسلمانوں کے خلاف قوی اور مضبوط کرے گا تو وہ انہیں میں سے ہو گا، اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ اس آدمی کا حکم ان کافرون کا حکم ہے ،اور ایک مرتد کی میراث مسلمانوں کو ماننے کیلیۓ یہی مانع ہے اور یہ حکم تا قیامت باقی رہے گا۔ یہاں تک فرمایا(وَ مَنْ یتولھم منکم فانہ)کی شرط اور اس کا جواب ہے۔یعنی کافر یہودی و نصاریٰ سے دوستی کرنے والے نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی ہے ۔ایسے آدمی سے دشمنی کرنا واجب ہے جیسا کہ کفار یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوشمنی کرنا واجب ہے ۔اور ایسے ادمی پر جہنم اس طرح واجب ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ پر جہنم واجب ہے۔پس یہ شخص یا کفار ،یہود و نصاریٰ کی پارٹی میں ہو گیا اور یا ان کے ساتھیوں کے مانند ہو گیا"۔(تفسیر قرطبی،ج 1،ص 217)

اس بارے میں اکابر علماء دیوبند میں سے مولانا حسین احمد مدنیؒ کا ایک تاریخی اور قابل توجہ فتوی

قتل مسلم کی مختلف صورتوں پہ بحث کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"قتل مسلم کی دوسری صورت یہ ہے کہ اس فعل کو حلال سمجھے اور اس پر نادم اور متاسف نہ ہو،مثلاً کوئی مسلمان فوج ہو اور وہ یہ سمجھے کہ لڑائی ہی ہمارا کام ہے۔ مسلمان سامنے ہوں گے تو ان ہی سے لریں گے ،یعنی مسلمانوں پر تلوار اٹھانا کوئی گناہ کی بات نہیں۔یا یوں سمجھے کہ ہمارے مالکوں کا یہی ھکم ہے،ہم نے ان کا نمک کھایا ہے اس لئے ہمیں ایسا ہی

کرنا چاہئے۔یعنی کوئی اپنا نمک کھلا کر یہ حکم دے کہ مسلمانوں کو قتل کرو تو قتل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، تو اس صورت میں تمام امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ وہ شخص قطعاً و حتماً کافر ہے، یعنی اس کفر کا مرتکب ہے جو ملت سے خارج کر دیتا ہے۔اس کا حکم شرعاً یہی ہو گا جو تمام کفار و مشرکین کا ہے۔دنیا میں بھی اور عاقبت میں بھی، کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ اس کو مسلمان سمجھے اور اس سلوک کا حقدار کہے کہ جو مسلمانوں کو مسلمانوں کے ساتھ کرنا چاہیے۔

قتل مسلم کی تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی مسلمان کافروں کے ساتھ ہو کر ان کی فتح و نصرت کے لیے مسلمانوں سے لڑے یا لڑائی میں ان کی معاونت کریں۔اور جب مسلمان اور غیر مسلموں میں جنگ ہو رہی ہو تو وہ غیر مسلموں کا ساتھ دے۔یہ صورت اس جرم کے کفر و عدوان کی انتہائی صورت ہے۔اور ایمان کی موت اور اسلام کے نابود ہونے کی ایک اشد حالت ہے جس سے زیادہ کفر و کافر کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔دنیا کے وہ سارے گناہ، معیصتیں ساری ناپاکیاں ہر طرح و ہر قسم کی نافرمانیاں جو ایک مسلمان اس دنیا میں کر سکتا ہے یا ان کا وقوع دھیان میں آسکتا ہے۔سب اس کے اگے ہیچ ہیں، جو مسلمان اس کا مرتکب ہو، قطعاً کافر ہے اور بدترین قسم کا کافر ہے۔اس کی حالت کو قتل مسلم کی پہلی سورت پر قیاس کرنا ہرگز درست نہ ہو گا۔اس نے صرف قتل مسلم ہی کا ارتکاب نہیں کیا بلکہ اسلام کے خلاف دشمنانِ حق کی اعانت و نصرت کی ہے۔اور یہ بالاتفاق اور بالاجماع کفر صریح اور قطعی مخرج من الملۃ ہے۔

جب ایسی حالت میں غیر مسلموں کے ساتھ کسی طرح علاقہ محبت رکھنا جائز نہیں رکھتی تو صریح اعانت فی الحرب (جنگ میں مدد کرنا) اور حمل السلاح علی المسلم(مسلمانوں پر ہتھیار اٹھانے) کے بعد کیونکر اسلام وایمان باقی رہ سکتا ہے"۔

نکتہ !مولانا حسین احمد مدنیؒ کے اس جملے "کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ اس (فوج) کو مسلمان سمجھے اور سلوک کا حقدار کہے جو مسلمان کے ساتھ کرنا چاہیے" سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوئی کہ ان فوجیوں کو مسلمان کہنا (تقوی) اور (احتیاط) نہیں بلکہ ایک ناجائز کام ہے اور ناجائز کام تقوی نہیں ہو سکتا

۔

مذکورہ دلائل سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ کفار "یہود و نصاریٰ" سے دوستی رکھنا اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرنا کفر وارتداد ہے۔

پاکستانی فوج اور حکمرانوں نے علی الاعلان مسلمانوں کے خلاف کفر کا ساتھ دیا

۱) پاکستان نے افغانستان پر اتحادی افواج کے قبضے کے دوران، علی الاعلان نصاریٰ کا ساتھ دیا، فرنٹ لائن اتحادی بنا، مسلمانوں کے خلاف ان کی ہر ممکن مدد کی۔

2) ہزاروں مجاہدین کو ان کی دلجوئی کے لیے شہید کیا اور ہزاروں کو قید کر کے ڈالروں کے عوض فروخت کیا۔

3)اسلام کے دشمنوں کے لیے پاکستان کے تمام دروازے کھول دیے یہاں تک کہ صلیبی لشکر کا 70 فیصد عسکری اور غیر عسکری سامان پاکستان کی حفاظت میں افغانستان جاتا ہے۔

4)ان کفار عیش پرست حکمرانوں کا کفار کو خوش رکھنے کیلئے اور اپنی عیاشی کو برقرار رکھنے کیلئے اسلامی نظام کو کچلنے کے نتیجے میں ایسی نسل وجود میں آئی جو اسلام کے سرف نام سے واقف ہے۔ شرعی احکامات کو صرف نام کی حد جانتے ہیں، باقی ان احکامات پر عمل کرنا عار سمجھتے ہیں، اس کو تاریک خیالی سے تعبیر کرتے ہیں۔ دیندار لوگوں کا مذاق اڑاتے ہیں ۔یہود و نصاریٰ کے قدم پہ قدم رکھنا قابل فخر و تقلید سمجھتے ہیں۔

5)ان حکمرانوں نے روشن خیالی کے نام پر بے حیائی کو فروغ دیا۔ عیاشی کے اڈے کھول دیے اور پھر ان تمام نافرمانیوں کے تحفظ کیلئے فوج کو استعمال کیا۔ آج تمام جاسوس اور سکیورٹی ادارے صلیبیوں کے عقائد اور اعمال بد کے تحفظ میں مشغول ہیں۔ جن اداروں کے تربیت مسلمانوں کا خون چوس کر ہوتی ہے، مسلمانوں نے اپنا پیٹ کاٹ کر ان کو پالا ،اپنے بیوی بچوں کو بھوکا پیاسا رکھ کر ان کی تربیت کے لیے سہولیات فراہم کیں ،وہی ادارے آج صلیبی مسلمانوں کا خون چوسنے کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔ سوات، وزیرستان ،باجوڑ اور لال مسجد کی مثالیں کس سے مخفی ہیں۔۔؟ 6)ہمارے فوجی اڈے، ائیر بیس سب کچھ دشمن کے ہاتھوں میں ہیں اور یہاں سے جہاز اڑ کر ہمارے اوپر ہی بم برسا رہے ہیں۔ اب اس سے بڑھ کر پاکستانی فوج کی مسلمانوں کے خلاف یہود و نصاریٰ کی مدد اور دوستی کیا ہو سکتی ہے۔۔؟؟ اس بات پر تو دلائل ذکر کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ ساری دنیا پاکستان کا کردار دیکھ رہی ہے۔ اور یہ خود بھی روزانہ ببانگ دہل یہ نعرے لگا رہا

ہے کہ میں فرنٹ لائن اتحادی ہوں، بلکہ مسلمانون کے کلاف اس جنگ کو اپنی جنگ قرار دے رہاہے۔ یہ حکمران روزانہ رٹ لگاتے ہیں کہ ہم اپنی رٹ قائم کرنے کیلیئے ان سے آخری دم تک لڑیں گے۔ یعنی اپنا کفری نظام قائم کرنے تک لڑتے رہیں گے۔

پاکستانی رِٹ اسلامی نہیں

پاکستان کا عدالتی نظام ،سیاسی نظام ،معاشی نظام ،پاکستان کے فوجی اور سیکورٹی ادارے سب اسلام کی بیخ کنی کیلیئے استعمال ہو رہے ہیں۔ جس عدالت کا جج رانا بھگوان داس جیسا مشرک ہندو بن سکے تو اس عدالت کا اسلامی ہونا کون تسلیم کرے گا۔

مفتی محمودؒ کا قول ہے کہ:

پاکستانی عدالتیں مسلسل استعماری عیسائیوں کے واضع کردہ قوانین کے مطابق فیصلہ دیتی آرہی ہیں"۔

ان ججو کی شکل وصوررت ان کی وضع قطعی،ان کی زبان اوران کے بیٹھنے کا انداز سب باہر سے درآمد شدہ ہیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی کے خلاف ہیں (جن کا عدالتوں سے وسطہ پڑاہے وہ اس بات سے بخوبی واقف ہیں)۔

اور سیاسی نظام جمہوریت ہے جو کہ باالاتفاق کفرہے (جس کی تفصیل کتب میں موجو دہیں ،یہاں طوالت کے پیش نظر تحریر کی گنجائش نہیں ہے)

اور معاشی نظام سرمایہ دارانہ اور سودی لین دین پہ مبنی ہے۔ آج یہود ونصاریٰ پورے زور وشور سے مسلمانوں کی معاشی نظام کو سود میں تبدیل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ ہر تجارتی کمپنی سودی نظام پر قائم ہو۔سودی لین دین کے روزانہ نئے نئے

طریقے ایجاد کئے جارہے ہیں۔اور بڑے درد اور افسوس کی بات ہے کہ مسلمان عوام نہیں بلکہ علماء حضرات اپنی شریعت کو حیلے بہانوں کے زریعے اس سودی نظام کا تابع بنا رہے ہیں، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج مسلمانوں کے ذہنوں سے یہ بات نکل گئی ہے کہ ہمارے پاس بھی کوئی اسلامی معاشی نظام ہے۔یہاں تک کہ سود کا مہلک ہونااور اس کی حرمت لوگوں کے ذہنوں سے نکلتی جارہی ہے۔اسلامی معیشت کیلئے جہد کا سوچ بھی نہیں سکتے ہیں کہ یہی سودی کاروبار حیلہ بہانے سے جائز ہورہاہے،تو اسلامی معشت کی کیا ضرورت کہ پتہ نہیں اس میں کہی کاروبار کا ہی نقصان نہ ہو جائے۔لہٰذا شریعت کو اسی غلامی کی زنجیروں میں ہی جکڑا رہنے دو۔خیر مطلب یہ کہ نظام اسلامی نہیں ہے(تفصیل کی گنجائش نہیں ہے)۔سیکیورٹی اداروں کی بحث تو پہلے ہی آچکی ہے۔

مختلف دینی جماعتیں پاکستان میں کفری قانون کی بڑی دلیل ہیں

پاکستان کی مختلف دینی جماعتیں برسوں سے اس نظام کے خلاف جدوجہد میں مصروف ہیں ۔اسلامی حکومت کا مطالبہ کررہی ہیں اور برسوں سے ان کا یہ مطالبہ پورا نہیں ہورہاہے ۔اس سے دو باتیں واضح طور پر ثابت ہورہی ہیں:

1)موجودہ نظام غیر اسلامی ہے یا حکومتی رٹ اسلامی نہیں۔ورنہ یہ دینی جماعتیں کیوں نفاذ شریعت کا(اسلامی نظام)کا مطالبہ کررہی ہیں۔۔۔۔؟

2) حکومت پاکستان شریعت کے نفاذ سے انکاری ہیں، ورنہ پھر اختلاف کی کیا وجہ ہے ؟؟۔۔۔ تو کیا شریعت سے انکار کی بنا پر یہ کافر اور مرتد نہیں ہونگے۔۔۔۔۔؟؟؟

لہٰذا ان لوگوں کا یہ کہنا کہ پاکستانی فوج مسلمان ہے، ان کے خلاف لڑنا جائز نہیں ہے، یہ بات بے بنیاد ہیں اور یہ تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جو لوگ کفری قانون کو نافذ کرنے کیلیئے لڑ رہے ہیں ان کے خلاف لڑنا اللہ کا قطعی حکم ہے۔

کیا حکومت بیرونی دباؤ کی وجہ سے شرعی نظام نافذ نہیں کرتی ؟

بعض غفلت کی گہری نیند میں سوئے حضرات کہتے ہیں کہ پاکستانی حکام شریعت کے خلاف نہیں بلکہ اسلامی نظام کے قائل ہیں مگر ان پر بیرونی دباؤ ہے لہٰذا یہ مجبور اور معذور ہیں ۔ان حضرات سے ہماری گزارش ہے کہ پہلے تو چھ فٹ جسم پر شریعت نافذ کرتے اگر یہ اسلام کے قائل ہوتے تاکہ ہم مطمئن ہو جاتے کہ یہ واقعی مسلمان بندے ہیں۔

دوسر بات یہ کہ ان تمام دینی جماعتوں سے ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ جو موجودہ حکومتوں کے خلاف برسرپیکار ہیں کہ وہ یہ مخالفت چھوڑ دیں کہ جب حکمران بے چارے مجبور ہیں، ان پر بیرونی دباوہے تو پھر یہ اپناوقت کیوں برباد کرتے ہیں کسی اور دینی کام میں لگ جائیں۔

تیسری بات یہ کہ اگر یہ حکمران خود مجبور ہیں تو ان قوتوں سے ٹکر لینے والے کی مخالفت عملی طور پر کیوں کرتے ہیں؟ حقیقی متقی پرہیز گار مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے میں نمایاں کردار کیوں ادا کر رہے ہیں؟ اپنے ملک میں عیاشی ،زنا اور شراب کے اڈوں کو کیوں فروغ دے رہے ہیں؟۔

چوتھی اور آخری بات یہ ہے کہ حکومت روزانہ خود یہ دعوی کرتی ہے کہ پاکستان ایک خود مختار اور آزاد ریاست ہے، جیسے کہ اپنے اندرونی حالات پر مکمل قبضہ ہے،اور پاکستانی فوج کسی کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ ملک کی قومی سلامتی یا آزادی و خود مختاری کو خطرے میں ڈالے۔ جس ملک کے ہر گوشے میں فوج کے اڈے موجود ہوں اور گھر گھر جاسوسوں کا جال پہنچ چکاہو اور روزانہ یہ ببانگ دہل دعوے کرتے ہوں کہ ہم کسی کے دباؤ میں نہیں آتے ہم ہر خطرے سے نمٹنے کیلئے تیار ہیں وغیرہ وغیرہ۔تو اتنی شان والی منظم حکومت کو نفاذِ شریعت سے کیا چیز مانع ہے۔۔؟ حالانکہ اس کی تمام شان وشوکت اور نظم و ضبط اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اور کفار کی موافقت میں استعمال ہورہاہے۔

توپھر دو باتوں میں سے ایک بات ہو سکتی ہیں۔یا تو یہ ایک خود مختار ملک نہیں ہے بلکہ کفار کی چھاؤنی ہے ایک عسکری اور فکری اڈہ جسے اسلام کو مہندم کرنے کیلئے استعمال کیا جارہا

ہے۔اور اس کی باگ ڈور مسلم نما کفار کے ہاتھ میں ہے۔یہ احمق جس جنگ کو اپنی جنگ کرار دے رہے ہیں جو کہ حکومتی رٹ قائم کرنے کے دعوے سے لڑ رہے ہیں وہ دراصل کفار کے عسکری اور فکری تحفظ کی جنگ ہے۔لہٰذا جس طرح کفار کو ختم کرنا ضروری ہے اسی طرح ان کی چھاؤنی ختم کرنا بھی ضروری ہے،خاص کر جو چھاؤنی عملی طور پر کفار کے دفاع کی خاطر فرنٹ لائن پہ آئی ہو۔

یا اگر واقعی یہ ایک خود مختار ملک ہے جیسا کہ دعویٰ ہے تو پھر معترضین حضرات کے پاس کوئی حجت نہیں۔۔۔ کہ پھر تو یہ مسلمانوں کو ختم کرنے کیلئے کفری نظام (جو کہ پاکستان میں موجود ہے) کے دفاع میں لڑ رہے ہیں۔تو اس کے خلاف جہاد میں کوئی شک نہیں رہی۔

افسروں کے علاوہ نچلے طبقے کی بھی مجبوری کوئی شرعی عذر نہیں

آج پاکستانی فوج،ایف سی۔پولیس والے یہود و نصاریٰ کو خوش کرنے کے لیے دین اور اہل دین،اسلامی شعائر،مساجد،مدارس اور مراکز پہ حملہ آور ہوتے ہیں۔اور یہ سب اپنی مرضی سے ان نوکریوں میں شامل ہوتے ہیں۔اس بھرتی میں کسی پر کوئی جبر نہیں ،جیسا کہ یہ لوگ دلیل پیش کرتے ہیں کہ بیچارے تو مجبور ہیں،ان کی تو نوکریاں ہیں کیا کریں وغیرہ وغیرہ۔خاص کر آج کل حالات کے پیش نظر جو بھرتی ہو رہے ہیں تو کون اس بات سے ناآشنا ہے کہ یہ بھرتیاں مجاہدین کے خلاف ہو رہی ہیں کہ حکومت خود یہ اعلان کر رہی ہیں کہ موجودہ جنگ کیلئے ہمارے پاس نفری کم ہے لہٰذا ہمیں بھرتیوں کی

ضرورت ہے۔ پھر بھی یہ دھڑا دھڑ بھرتی ہوتے جارہے ہیں، حکومت نے کسی کو بھی زبردستی بھرتی نہیں کیا ہے۔

لہٰذا پہلے تو یہ مجبور نہیں ہیں اور اگر بالفرض مجبور بھی ہیں تو یہ کوئی شرعی عذر نہیں ہے۔

حضرت ام المؤمنین عایشہؓ سے مروی ہے کہ: ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نیند میں کچھ اضطراب کا شکار ہوئے۔ بیدار ہونے پر ہم نے سوال کیا کہ آج نیند میں جو آپ کی حالت تھی عموماً تو ایسی حالت نہیں ہوتی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: تعجب کی بات ہے کہ میری امت کے کچھ لوگ بیت اللہ پر چڑھائی کرنے کی نیت سے نکلیں گے، ان کا مقصد ایک قریشی آدمی کو مغلوب کرنا ہوگا جو بیت اللہ میں پناہ لے چکا ہوگا، یہاں تک کہ جب یہ مقام بیداء پہنچیں گے تو انہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ ہم نے استفسار کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ !راستہ تو بہت سے (غیر متعلقہ) لاگوں کو بھی اکٹھا کر دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ ان میں سے ایسے لوگ بھی ہونگے جو جانتے بوجھتے بیت اللہ پر چڑھائی کریں گے، جبکہ بعض مجبور اور بعض مسافر بھی ہونگے، یہ سب اکٹھے ہلاک ہونگے۔ البتہ قیامت والے دن انہیں الگ الگ اٹھایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی نیت کے مطابق اٹھائے گا۔ (مسلم و احمد)

امام نوویؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"اس حدیث سے فقہی احکمات معلوم ہوتے ہیں کہ ظالموں کی قربت سے بچنا چاہیے اور ظالموں، باغیوں، اور ایسے ہی دیگر اہل باطل کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ تاکہ ان پر نازل ہونے والی سزا سے بچا جاسکے۔ اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جو

شخص کسی گروہ (اس میں شامل ہو کر محض ان کی) کی تعداد میں اضافے کا سبب بنتا ہے تو دنیا کی ظاہری سزاؤں میں سے اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جاتا ہے جو اس پورے گروہ کے ساتھ کیا جاتا ہے"۔(شرح النووی علی مسلم، 1817)

حضرت عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں :

من كثر سواد قوم فهو منهم ،ومن رضى عمل قوم كان شريك من عمل به

"جو شخص کسی گروہ (میں شامل ہو کر ان کی) تعداد بڑھائے وہ انہیں میں سے ہیں اور جو کسی گروہ کے عمل پر راضی رہے وہ ان کے عمل میں شریک ہیں"

مجبور اور غیر مجبور میں فرق نہ تو لازم ہے اور نہ ہی ممکن

علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: پس اللہ تعالیٰ نے اس پورے لشکر کو تباہ کر ڈالا جو اس کی حرمتوں کو پامال کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور قدرت رکھنے کو باوجود بھی اللہ تعالیٰ نے ان میں سے مجبور اور غیر مجبور میں تمیز نہ کی البتہ قیامت کے دن ان میں سے ہر ایک کو اپنی اپنی نیت پر اٹھایا جائے گا (پس جب اللہ جل جلالہ نے قدرت رکھنے کے باوجود ان میں تمیز نہ کی) تو اللہ کے مجاہد بندوں پر کیوں کر واجب ہو سکتا ہے کہ وہ مجبور اور غیر مجبور، یں تمیز کریں حالانکہ وہ تو اس سے واقف بھی نہیں ہیں۔۔؟

بلکہ اگر کوئی شخص یہ دعوی بھی کرے کہ وہ ان کے کسی کام نہ آئے گا۔ جیسا کہ حضرت عباس بن عبد المطلبؓ سے مروی ہے کہ جب بدر کے دن مسلمانوں نے انہیں قید کر لیا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے تو زبردستی لایا

گیا تھا، تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا! ہم تو تمہارے ظاہر کے مطابق تم سے معاملہ کریں گے ۔جبکہ تمہارے باطن کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔

صرف یہی نہیں بلکہ اگر لشکرِ کفار میں امت کے صالح ترین لوگ (لائے گئے) ہوں اور اس لشکر سے لڑنے کی اس کے سوا کوئی صورت نہ ہو کہ یہ صالحین بھی ساتھ قتل ہوں تو (جنگ نہیں روکی جائے گی) انہیں بھی ساتھ قتل کیا جائے گا۔ کیونکہ اس بات پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ اگر کفار کچھ مسلمانوں کو ڈھال بنالیں، اور ان کفار کے خلاف قتال ترک کی صورت میں باقی مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں یہ جائز ہو گا کہ ہم کفار مارنے کی نیت سے تیر برسائیں۔ بلکہ علماء کا ایک گروہ کے مطابق اگر لشکرِ کفار سے قتال ترک کرنے کی صورت میں عام مسلمانوں کو کوئی خطرہ نہ تب بھی ڈھال بنائے گئے مسلمانوں پر تیر اندازی جائز ہو گی"۔(مجموع الفتاوی۔537،28)

کیانوکری چھوڑ کر گھر نہیں آسکتے ہیں؟؟

اگر ایک طرف یہ نچلا طبقہ افسروں سے مجبور ہے کے مسلمانوں کے خلاف لڑو، تو دوسری طرف اللہ کے حکم سے بھی مجبور ہے کہ مسلمانوں کے خلاف مت لڑو۔ اب اگر یہ فوج حکمرانوں کے حکم سے مجبور ہو کر مسلمانوں کے خلاف لڑی تو یہ مرے گی یا بچے گی۔ تو ان میں سے جو مرا اس کی دنیا و آخرت دونوں تباہ و برباد ہوئی اور جو زندہ بچا تو اسنے سر اور نوکری تو بچالی مگر ایمان و عمل سے فارغ ہو گیا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کو دیکھ کر لڑنے سے انکار کیا تو یا حکومت والے اس کو قتل کر دیں گے یا نوکری سے ہٹا دیں گے، اگر

قتل ہو گیا تو شہید ہو جائے گا اور اگر نوکری کی قربانی دینی پڑی تو پھر ایمان و عمل کی حفاظت تو ہو جائے گی جو بہت بڑا سرمایہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ نوکری چھوڑ کر گھر آسکتے ہیں مگر پیسوں کی لالچ میں مسلمانوں کے خلاف لڑ رہی ہیں، لہٰذا اس صورت میں ان کو مجبور سمجھنا غلط ہو گا۔ کیا سرکاری نوکریوں کے علاوہ سب لوگ بھوکے مر رہے ہیں یا کما کھا رہے ہیں۔۔؟؟ جیسے باقی لوگ جی رہے ہیں اب تک کوئی بھوکا نہیں مرا اس طرح یہ بھی نوکری چھوڑ کر بھوکے نہیں مریں گے۔ان شاءاللہ، بلکہ اگر خدا کے نام پہ غیرت کھائی تو اس سے بہتر بدلہ اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔

اگر افغان فوج سے لڑنا واجب ہے تو پاکستانی فوج سے لڑنا حرام کیوں۔۔؟؟

افغانستان میں امریکہ کا ساتھ دینے والی افغان فوج اور پاکستانی فوج میں امریکہ کا ساتھ دینے والی پاکستانی فوج میں خالصتاً شرعی نکتہ نظر سے کیا فرق ہے۔۔؟؟ جبکہ دونوں کے جرائم بھی ایک جیسے ہیں اور دونوں اسی آقا کی خدمت میں مصروف ہیں جس نے اس خطے میں ظلم و فساد کا بازار گرم کر رکھا ہے۔۔!وہ کون سا شرعی اصول ہے جو افغان فوجی سے قتال کو مباح اور پاکستانی فوجی سے قتال کو حرام کرار دیتا ہے۔۔؟

محض ناموں، رنگوں، یا خود ساختہ جعفرائی حدود کی بنیاد پہ شرعی احکامات تبدیل نہیں ہوتے، نہ تو کسی افغانی فوجی سے لڑنا اس لئے واجب ہے کہ وہ افغانی ہے اور نہ کسی پاکستانی فوجی سے لڑنا اس لئے ممنوع ہو سکتا ہے کہ وہ پاکستانی ہے۔ بلکہ کسی امریکی سے بھی اس لئے لڑنا فرض نہیں ہے کہ وہ امریکی ہے، یہ جہاد تو شریعت میں بیان کردہ ایک خاص وصف کی بنیاد پہ کیا جاتا ہے۔ جس فرد یا گروہ میں وہ وصف پایا جائے گا اس کے خلاف قتال فرض ہو جائے گا۔ اور اب جس وصف کی بنا پر ہم امریکہ کے خلاف لڑرہے ہیں وہ ہے اس کا "عدو صائل" (حملہ آور دشمن) ہونا ہے۔ اور پاکستانی و افغانی دونوں افواج کا جرم ایک ہے تو ان دونوں کا شرعی حکم بھی ایک ہی ہو گا۔

یہ کہنا غلط ہے کہ پاکستانی فوج امریکی ہمکاری میں نہیں بلکہ ملک کے دفاع میں لڑرہی ہے، کہ کس سے کس چیز کا دفاع کر رہی ہے، کیا پاکستان کے اندر اسلامی نظام ہے اور مجاہدین اس قانون کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ پاکستانی فوج مجاہدین کے خلاف برسرپیکار ہے۔۔؟ یا پاکستان کے اندر کفری قانون ہے اور یہود و نصاریٰ کی حفاظت کی خاطر ملک کے دفاع کے نام پر پاکستانی فوج مسلمانوں کے خلاف لڑرہی ہے۔۔؟ تاکہ ہمارے یہاں مقرر کردہ فساق و فجار بلکہ مرتد حکمران اور یہ فرسودہ نظام اور یہ عسکری اڈے محفوظ رہیں۔ ورنہ تو افغانستان میں بھی وہاں کے علماء ان فوجیوں کو یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ تم سب شہید ہو کیونکہ تم سب ملک کی دفاع کی خاطر لڑرہے ہو، پھر افغانستان میں جا کر لڑنا بھی جائز نہیں ہونا چاہیے (افغان فوج کے خلاف) لہٰذا حقیقت یہ ہے کہ چاہے افغانستان ہو یا پاکستان ہر طرف کفار کا دفاع ہو رہا ہے۔ کفری نظام کی ترویج

کی کوشش ہو رہی ہے۔ لہٰذا افغانستان اور پاکستان میں تفریق کے بغیر ان مرتدین کے خلاف لڑنا ضروری ہے، تاکہ ان کے عزائم خاک میں مل جائیں۔

بعض کم فہمی پر مبنی شبہات کا ازالہ

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص صرف میڈیا پر اکتفا کرتا ہے، اسی کی خبر کو حقیقت تسلیم کرتا ہے تو وہ جاہل مرکب بن جاتا ہے اور کبھی بھی حالتِ حاضرہ کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ہر خبر میں 100 فی صد نہیں تو 95 فی صد جھوٹ ملا کر لوگو کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جو حالتِ حاضرہ کے میدان کے عملی شہسوار ہیں ان سے یہ بات مخفی نہیں ہے۔ تو اندھی تقلید والے جاہل حضرات کہتے ہیں کہ فوج سرحدوں پر جاکر ملک کا دفاع کرنا چاہتی ہیں مگر مجاہدین راستے میں ان پر حملہ آور ہو جاتے ہیں جس کے نتیجے میں فوج بھی لڑائی پر مجبور ہو جاتی ہے۔

حالانکہ معاملہ اس کے بر عکس ہے مجاہدین مسلمانوں کی عزت و آبرو پر حملہ آور دشمن کے مقابلہ کے لیے سرحد پار افغانستان جانا چاہتی ہیں اور پاکستانی فوج ان یہود و نصاریٰ کے دفاع کے خاطر مجاہدین پر حملہ آور ہو جاتی ہے اور مجاہدین مجبور ہو کر اپنا دفاع پاکستانی فوج

کے خلاف شروع کر دیتے ہیں۔ سرحد پر یہ جھڑپیں تو کبھی کبھار ہوتی ہیں، مگر سرحد تک جانے کا یہ طریقہ کیسے درست ہوا کہ جاتے وقت عورتوں، بچوں، بوڑھوں، اور جوانوں کو قتل کرتے جاؤ، گھر کا صفایا کرتے جاؤ، یہ سرحد کی حفاظت ہے یا وہاں کے مسلمانوں کی نسل کشی۔۔؟ اگر واقعی فوج سرحد تک جانا چاہتی ہیے پاکستان اور مسلمانوں کا دفاع کرنا چاہتی ہے نہ کہ قبائل کی نسل کشی تو مجاہدین خود اپنی حفاظت میں اس کو سرحد تک پہنچائیں گے۔ مجال ہے ایسی مخلص بہادر فوج کو پورے قبائلی علاقوں میں ایک کانٹا بھی چبھے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ سرحد پر پہنچ کر ہماری نہیں بلکہ یہود و نصاریٰ کی حفاظت کرتے ہیں ،جس کا مشاہدہ کسی ذی ہوش سے مخفی نہیں کہ کبھی کرم ایجنسی میں دشمن کے طیارے پاکستانی حدود کی کلاف ورزی کرکے مجاہدین کو نہیں پاکستانی فوج کو نشانہ بنا کر جاتے ہیں، کبھی بیرمل میں یہ حال ہوتا ہے تو کبھی میرانشاہ اور باجوڑ میں اپنے ظلم کا بازار گرم رکھتے ہیں۔ اگر یہ فوج ملک کی دفاع کی خاطر ہے تو منہ توڑ جواب کے بجائے بیوہ عورتوں کی طرح صرف شور کیوں مچاتی ہے۔۔؟ اس سے تو صاف معلوم ہوا کہ سرحد پر فوج پاکستان کے لیے نہیں بلکہ افغان میں مقیم صلیبی لشکر کے لیے ہے۔

جس دشمن کے ہاتھ میں آپ کا سارا ملک ہے، سارا نظام ہے، فوجی اڈے اور ائیر بیس ان کے قبضے میں ہیں تو پھر ان ہی سے ملک کے دفاع کا کیا مطلب۔۔۔؟ دفاع تو ایسی چیز کے لیے ہوا کرتا ہے جو آپ کے قبضے میں ہوتا کہ اسے دشمن چھین نہ لیں۔ جو پہلے سے دشمن کے قبضے میں ہو اس کا دفاع کیسے ممکن ہوسکتا ہے۔ لہٰذا ہوش میں آنے کی ضرورت ہے۔ دوست اور دشمن کو پہچاننا ضروری ہے۔

کیا مظلوم مسلمانوں کی مدد کی خاطر سرحد عبور کرنا مجاہدین کی غلطی ہے۔۔۔؟

بعض روشن خیال حضرات یہ کہتے ہیں کہ مجاہدین کا سرحد عبور کر کے افغانستان جانا ہی تو ان کی غلطی ہے اور پاکستان پر اپنی سرحدوں کی حفاظت ضروری ہے۔

تو ان کی خدمت میں یہ گذارش کہ سرحد عبور کرنا صرف مجاہدین کے لیے جرم ہے یا صلیبی افواج کے لیے بھی۔۔؟اگر یہ سب کے لیے ہے تو صرف مجاہدین کو کیوں روکا جاتا ہے۔۔؟ پھر اتحادی ممالک (یہود و نصاریٰ) کو بھی روکا جائے کہ پاکستان کے سارے اڈے ان کے تصرف میں ہیں۔یہاں سے اڑکر ایک اسلامی ملک کو تباہ کرتے ہیں ، کیا جہاز پاکستانی حدود کی خلاف ورزی کر کے نہیں جاتے۔۔؟کیا طورخم اور چمن پاکستانی سرحدیں نہیں ہیں۔۔؟ بلکہ یہاں سے افغانستان تک پاکستان ہی اس سامان کی حفاظت کرتا ہے،یہ سب کچھ ان بے حسوں کو نظر نہیں آرہا صرف مجاہدین کا انتہائی خاردار راستوں سے گذر کر اپنی ماؤں ، بہنوں کے دفاع کے لیے جانا ان کو واضح نظر آرہاہے۔ایسی بے شرم فوج کا خدا حافظ۔

اور اگر یہود و نصاریٰ کو تو اجازت ہے مجاہدین کو اجازت نہیں کہ یہود و نصاریٰ تو یہاں سے مسلمانوں اور اسلام کا صفایا کریں مگر مجاہدین اپنے مظلوم مسلمانوں کی مدد نہ کریں تو کیا یہ کھلا ارتداد نہیں۔۔۔؟ حالانکہ صرف مجاہدین کا نہیں بلکہ تمام مسلمانوں پر وہاں کے مظلوم عوام کی مدد کرنا فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنسآءِ والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من هٰذہِ القریۃ الظالم اہلہا واجعل لنا من لدنک ولیًا واجعل لنا من لدنک نصیرًا

اور تم کو کیا ہوا کہ نہیں لڑتے ہو اللہ کی راہ میں اور ان کے واسطے جو مغلوب مرد اور عورتیں اور بچے جو کہتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں نکال اس بستی سے کہ ظالم ہیں یہاں کے لوگ اور کردے ہمارے واسطے اپنے پاس سے کوئی حمایتی اور کردے اپنے پاس سے کوئی مددگار"۔(النساء75)

معترضین حضرات سے ہماری گذارش ہے کہ ان مظلومین کی مدد تمہارے اوپر فرض ہے جیسا کہ مجاہدین پر کہ تم بھی مسلمان تو ہو۔لہٰذا میڈیا کو چھوڑ کر عملی میدان میں اترو اور اپنا فرض ادا کرو تاکہ خسر الدنا والاخرۃ والے نہ ہو جاؤ۔

کیا یہود و نصاریٰ ہمارے خالہ زاد بھائی ہیں۔۔؟

کچھ مغرب کی رنگ میں رنگے ہوئے جاہل لوگ کہتے ہیں کہ غیر ملکی مجاہدین ہمارے ملک سے نکل جائیں، اپنے اپنے ملکوں میں جہاد کریں، کیا ان کو وہاں جہاد کا موقع نہیں ملتا کہ وہاں تو اور بھی زیادہ گمراہی ہے، اس کو ختم کریں۔ تاکہ ہمارے ملک پاکستان میں امن آجائے۔

ان احمقوں کی خدمت میں عرض ہے کہ دنیا کا کوئی دانشور اس بات سے مخالفت نہیں کر سکتا کہ کسی قوت سے ٹکرانے کے لیے اجتماعیت کی ضرورت ہوتی ہے۔اگر دس آدمیوں کے مقابلے میں ایک ایک کر کے سو آدمی بھی لائے جائیں تو یہ سو آدمی شکست کھا بیٹھیں گے ،اور اگر متحد ہو کر آئیں تو دس بے چارے دم دبا کر بھاگ جائیں گے۔تو یہ بے سر وسامان مجاہدین بے چارے متحد ہو کر بڑی مشکل سے دنیا کے کفر کا مقابلہ کر رہے ہیں،اور اگر بکھر جائیں تو پھر یہ کفر کی ایک دن کی مار ہے،اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بھی متحد رہنے کا حکم دیا اور ارشاد فرماتے ہیں:

واعتصموا بحبل الله جميعًا ولا تفرقوا

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ میں نہ پڑو"۔(آل عمران:103)

اور ہمیشہ اتحاد کی ضرورت میدان جنگ میں بہت زیادہ ہوتی ہیں اور آج پاکستان اور افغانستان میدان جنگ بنے ہوئے ہیں(یہ کن کی غلط پالسیاں ہیں،وہ الگ مسئلہ ہے)لہٰذا پوری دنیا کے مجاہدین یہاں ہی آئیں گے۔

دوسری بات یہ کہ کیا اتحادی فوجیں (یہود ونصاریٰ) ہمارے خالہ ذاد بھائی ہیں۔۔۔؟کیا یہ سب پاکستانی باشندے ہیں۔۔۔؟کیا یہ سب غیر ملکی نہیں ہیں۔۔؟کیا یہ اسلام اور پاکستان کی دشمن نہیں ہیں۔۔۔؟اگر یہ سب کچھ ہے تو پھر تمہیں مختلف علاقوں کے مسلمان بھائیوں سے بعض کیوں ہے،،؟اگر یہ کفار کا حق ہے کہ وہ مسلمانوں کے ملک

میں متحد ہو کر مسلمانوں کے خلاف کاروائی کریں تو مسلمانوں کو یہ حق کیوں نہیں کہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ملک میں متحد ہو کر کفار کا مقابلہ کریں۔۔؟

میرے عزیزوں! دراصل یہ مسلسل طاغوتی نظام کا نتیجہ ہے کہ آج مسلمان اپنے دوست دشمن کے درمیا فرق نہیں کر سکتا۔ اپنے دشمن کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر مسلمان کا مقابلہ بڑے فخر سے کرتے ہیں۔ اغیار کی برہنہ تہذیب و تمدن کے مقابلے میں پاک صاف اسلامی معاشرے کو عیب اور عار سمجھتے ہیں۔

اس کا علاج اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ ہم سب متحد ہو کر اس طاغوتی لشکر اور اس کے مردود اتحادی سے اور اس کے فرسودہ نظام کو شکست دے کر پاک صاف اسلامی معاشرہ قائم کریں تاکہ لوگوں کو قریب سے اسلام کی پاکیزہ زندگی دیکھنے کا موقع مل سکے اور طاغوتی نظام کی خرابیاں اور نحوست ان کے سامنے کھل جائے تاکہ پھر ایک واضح دلیل کی روشنی میں اپنا راستہ منتخب کریں۔

لیہلک من ھلک عن بینۃ و یحیٰ من حیَّ عن بینۃ

"تاکہ جسے برباد (گمراہ) ہونا ہو وہ واضح دلیل دیکھ کر برباد ہو، اور جسے زندہ (ہدایت یافتہ) رہنا ہے وہ واضح دلیل دیکھ کر زندہ رہے"۔ (الانفال:42)

کیا یہ نسل کشی اور گھروں جائیدادوں کی مسماری یہود و نصاریٰ سے ہماری حفاظت کی خطر ہے۔۔؟

جب حالات اتنے خراب نہیں تھے تو ایک مرتبہ ایک فوجی افسر سے گفتگو کے دوران انہوں نے کہا کہ باپ اور دشمن کے تھپڑ میں فرق ہوتا ہے، کہ باپ ازراہِ شفقت تھپڑ مارتا ہے تاکہ دشمن کے تھپڑ سے حفاظت ہو،یعنی کہ یہ آپریشن باپ کی مار ہے یہود و نصاریٰ سے حفاظت کی خاطر۔تو ان کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ اگر باپ ہی ایسا تھپڑ رسید کرے کہ کام ہی تمام ہو جائے تو پھر یہ کیسی شفقت اور دشمن سے بچاؤ کی صورت ہو گی، کہ دشمن بھی زیادہ سے زیادہ یہی کچھ کرے گا۔تو وہ بلکل لاجواب ہو گیا۔کافی لوگوں کے ذہنوں میں یہی بات ہے اور یہ نہیں دیکھتے کہ پاکستانی فوج نے قبائیلوں کی عزت کو پامال کیا۔عورتوں، بچوں، بوڑھوں، کو بھوکا پیاسا رکھ کر مار دیا، آدھے سے زیادہ لوگوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا، تقریباً تمام گھروں کو آگ لگا کر جلا دیا گیا،مویشیوں کو ذبح کر کے کھالیا، سینکڑوں کو قید و بند میں رکھا اور بے تحاشہ ظلم کا نشانہ بنالیا۔کہ کیوبا والوں کی کارگزاری بھی سنی ہے جن لوگوں نے کیوبا بھی دیکھا ہے اور یہاں پاکستانی جیلوں کی داستانیں بھی سامنے آئی ہیں، پاکستان جیلوں میں مسلمانوں کے ساتھ جو برتاؤ کر رہا ہے وہ بیان کے قابل نہیں، خدا کی قسم سوچ سے بالاتر ہے مسلمان عورتوں کے ساتھ جیلوں میں جو سلوک ہو رہا ہے ناقابل یقین ہے۔تو پھر یہ کیسے یہود و نصاریٰ سے ہمیں بچا رہے ہیں، پاکستان نے ہماری کونسی چیز یہود و نصاریٰ سے بچائی ہے۔۔؟ اانسان کے پاس جان

،مال،عزت ہوتی ہے،ان تینوں کا پاکستان نے ہی صفایا کر دیا پھر یہود و نصاریٰ سے حفاظت کس چیز کی،،؟اس ظالم باپ اور نصاریٰ کے درمیان تو ہم نے کوئی فرق محسوس نہیں کیا ۔لہٰذا اس ظالم باپ کا ہاتھ اس بندوق سے توڑنے کے لائق ہے جس کو ہم یہود و نصاریٰ کے لیے تیار رکھا ہے کہ یہ بالواسطہ یہود و نصاریٰ کا ہاتھ ہے۔

نامردوں پر مردوں کو کو قربان کرنا کوئی دانشمندی نہیں

کافی لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات گھسی ہوئی ہے کہ پاکستان کو بچانے کی خاطر یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔پہلے تو یہ کہ پاکستان پہلے کہاں محفوظ ہے۔۔؟یہ تو پہلے سے ہی بک چکا ہے کہ پاکستان کا سارا نظام یہود و نصاریٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ایوان کے فیصلے ان کی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں۔پاکستان کا کوئی اختیار نہیں کہ وہاں لڑے یا نہ لڑے بلکہ وہاں لڑے گا ،وہ کرے گا جو یہود نصاریٰ چاہیں گے۔تو دشمن کے ہاتھ میں جکڑی ہوئی چیز کو دشمن سے بچانے کا فلسفہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے ،ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان غیور کو بھی باقی پاکستانیوں کی طرح دشمن کے سامنے جھکنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔

اور اگر بالفرض ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ پاکستان کو بچانے کی خاطر یہ سب کچھ ہو رہا ہے تو جن لوگوں نے پاکستان بیچ دیا جن کے اندر حب الوطنی کا احساس تک نہیں ہے کہ جہاں کی ہوا آئے اور وہاں کا رخ کریں ، جس کے اندر دشمن کو حق کہنے کی جرات تک نہیں ،جنہوں نے ساری زندگی بھینس کا دودھ دوہیا ہو ،جن کو اسلام سے کوئی سروکار ،نہ پاکستان سے کوئی سروکار،ایسے لوگوں پر ان لوگوں کو قربان کرنا۔۔ جنہوں نے ساری

زندگی ملک و ملت کے لیے قربانیاں پیش کی ہوں، جنہوں نے خالی ہاتھ صرف ایک آدھ بندوق اور پتھر سے دشمن کو بھاگنے پر مجبور کیا ہو، کہاں کی عقلمندی اور کہاں کا انصاف۔۔؟

پاکستان کا صحرا، ریگستان اور پہاڑوں سے جاکر دریافت کرو کہ تیری حفاظت کے خاطر کن لوگوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے ہیں۔۔؟ تیرے تپتے ہوئے صحراؤں اور تیرے برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر کہاں کے مسافروں نے رخسار رکھ کر دم توڑا ہے۔۔؟ ان نامردوں نے یا ان غیور قبائل نے جن کی آج دہشت گردی کے نام پر نسل کشی ہو رہی ہے۔۔؟

تو پاکستان کا حدودِ اربعہ بزبان حال یہ جواب دے گا کہ وہ تو وہی غیور قبائل تھے جن کو آج نامردوں پر قربان کیا جا رہا ہے۔ جنہوں نے بچپن میں ماں کا دودھ نہیں پیا بلکہ بھینس کا دودھ پی کر جوان ہوئے ہیں، تو ایسی بے ننگ اور بے حس نسل کو بچا کر پاکستان کا کیا فائدہ ہو گا۔ یہ پاکستان کی حفاظت نہیں بلکہ زن نما مردوں کی حفاظت ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں۔

اور اگلی نہایت اہم بات کہ کون اتنا بے وقوف، بے غیرت ہو گا کہ کوئی اپنے گھر، جائیداد، بیوی، اور بچوں کو بچانے کی خاطر اس کا گھر تباہ کر دے، اس کے بیوی، بچوں کو قتل کر دے اور وہ خاموش تماشائی بنا رہے کہ ٹھیک ہے اپنا سب کچھ بچاؤ اور میرا صفایا کرو۔ کہ بھائی جب میرا گھر اجاڑ دیا، بیوی، بچوں کو قتل کر دیا تو مجھے تمہاری آبادی کی کیا

ضرورت ، تمہارے بیوی ، بچوں سے تو میری آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوں گی۔ کوئی پاگل شخص بھی یہ برداشت نہیں کرے گا کہ اس کے بیوی ، بچے قتل کر دیے جائیں اور اس کا گھر اجاڑ دیا جائے، بلکہ جس شخص نے اس کا گھر اجاڑا ہو گا کبھی اس کا گھر آباد نہیں ہونے دے گا۔ لہٰذا غیور قبائل جو پاگل بھی ، بے غیرت بھی نہیں ، بے حس بھی نہیں ، کبھی یہ برداشت نہیں کریں گے کہ باقی اپنے محلات میں مزے کریں ، اپنا کاروبار سجائیں اور یہ تختہ مشق بنیں ، بلکہ انتقام کا ایک خطرناک دن ضرور آئے گا۔ پھر ساری دنیا دیکھے گی یہ غیور قبائل حالاتِ حاضرہ سے ناواقف اجڈ دہیاتی تھے یا انتہائی کمزور اور مجبور اس وجہ سے سب کچھ سہ گئے۔ یہ فیصلہ وقت کرے گا۔ لہٰذا اجاڑ کر بچانے اور بسانے کا فلسفہ بڑا خطرناک ثابت ہو گا۔ یا تو پورے پاکستان کو بچاؤ یا تو پورے پاکستان کو اجاڑو کا فلسفہ بہتر ہو گا، بعضوں کو بعض پر قربان کرنا پاکستان کی ہر گلی کوچے میں آگ لگانے کی مترادف ہے۔ جس کا کچھ مشاہدہ تو ہو بھی رہا ہے۔ لہٰذا اس اجاڑ بچاؤ کے فلسفے سے بچا جائے تو بہتر ہے۔

پاکستانی حکمرانوں اور فوج کے خلاف واضح فتوی

اگر ان مرتدین کا کوئی گرویدہ اور ہمدردان کے خلاف واضح فتاوی کا منتظر ہو تو واضح فتاوی پیش خدمت ہیں:

1) مفتی نظام الدین شہیدؒ کا فتوی

مفتی صاحب نے اپنا یہ فتویٰ اکتوبر 2001ء میں کراچی میں ایک عوامی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سنایا۔ آپ نے فرمایا:

پاکستان کا صدر پرویز مشرف یہود و نصاریٰ کی حمایت کی وجہ سے مسلمانوں پر حکمرانی کا حق نہیں رکھتا۔ آپ سب حضرات اور تمام پاکستان کے مسلمانوں پر فرض یہ ہے کہ ہر شرعی طریقہ اختیار کر کے اس کی حکومت کو ختم کریں، پرویز مشرف کو برطرف کیا جائے، وہ اپنے اس عمل، اپنے موقف کی وجہ سے مسلمانوں پر، پاکستان پر حکمرانی کا حق نہیں رکھتا ہے"۔(خطبات نظام الدین شامزئیؒ ج 1)

ایک اور مقام پر فرمایا:

کسی مسلمان کے لیے خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں رہتا ہو، سرکاری ملازم ہو یا غیر سرکاری ،اگر اس نے افغانستان پر امریکہ کے حملے میں کسی قسم کا تعاون کیا، جو کہ ایک صلیبی حملہ ہے تو وہ مرتد ہو گا"۔(بحوالہ التبیان فی کفر من اِعان الامریکان)

شیخ الحدیث مولانا نور الہدیٰ حفظہ اللہ کا فتویٰ

مولانا نور الہدیٰ صاحب کراچی سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ عالم دین ہیں، کئی شروحاتِ حدیث اور تفاسیر قرآن کے مصنف بھی ہیں۔ ان کے طویل فتویٰ سے چند اقتباسات پیش خدمت ہے:

اہل سوات ،وزیرستان ،و دیگر قبائل کا نفاذِ اسلام کا مطالبہ ان کا شرعی حق ہے ،بلکہ از روئے شرعی نہ صرف وہ بلکہ تمام بشند گان ملک شرعًا مکلف ہیں اور ان پر فرض ہے کہ وہ یہ مطالبہ کریں۔اس لئے فوج کا ان سے اس مطالبے کی بنیاد پہ ان سے لڑنا حرام اور کفر ہے ،بلکہ ارتداد اور زندیقیت ہے۔ایسی صورت میں جبکہ مجاہدین قبائل امر اللہ یعنی قانون شریعت کی طرف رجوع کرنے کے لئے نہ صرف تیار بلکہ مطالبہ کنند گان ہیں تمام وطن اور بقیہ مسلمانوں پر فوج کے خلاف ان کے شانہ بشانہ لڑنا فرض ہے جب تک وہ قانونِ شریعت اور نظام خلافت کی طرف نہ لوٹے۔

پھر فرماتے ہیں: اہل سوات و دیگر علاقہ جات پر اپنا دفاع فرض ہے، بلکہ خروج بھی جائزہے، کیونکہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ دشمنوں، کفار، چوروں، ڈاکوؤں اور دوسرے مجرموں سے اپنی رعیت کی جان، مال، آبرو اور دین کی حفاظت کرے، جبکہ یہاں تو افواج اور حکومت خود فساد برپا کرتے ہوئے ان کی جان و مال اور املاک کی تباہی کے درپے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واِذا تولیّٰ سعیٰ فی الارض لیفسد فیہا و یہلک الحرث والنسل ،واللہ لا یحب الفساد و اذا قیل لہ اتق اللہ اخذتہ العزۃ بالاثم فحسبہ جہنم ، ولبئس المہاد

"اور جب وہ پلٹتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے اور کھیتوں اور نسلوں کو برباد کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے، اور اللہ فساد کو پسند نہیں کرتے، اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ

سے ڈرو تو غرور اسے گناہ پر مزید جما دیتا ہے، سو جہنم ہی اس کے لئے کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے"۔(ال بقرہ:205،206)

ایسی مفسد اور ظالم حکومت کے خلاف بغاوت ان کا شرعاً حق ہے،فقیہ اب اللیث السمر قندیؒ فرماتے ہیں:

رعایا پر والی (خلیفتہ المسلمین) کی اطاعت اس وقت تک واجب ہے جب تک وہ معصیت کا حکم نہ دے، پس جب وہ معصیت کا حکم دے تو رعایا کے لئے اس کی (خلافِ شرعی) بات ماننا جائز نہیں، البتہ خروج بھی جائز نہیں۔ہاں اگر وہ ظلم کرے تو اس کے خلاف خروج جائز ہے۔

اور مولانا نورالہدیٰ فرماتے ہیں: پاکستانی فوج یا ایف سی وغیرہ کا کوئی فرد اس لڑائی میں مرے گا جہنمی ہو گا،اور اہل سوات و قبائل کا کوئی فرد ان کے مقابلے میں مرے گا تو شہید ہو گا(انشاءاللہ) نفاذِ شریعت کا مطالبہ عوام کا نہ صرف حق ہے بلکہ ان پر فرض عین ہے۔

اسلام میں عدم خروج کا نظریہ امام ابو حنیفہؒ کا نہیں

شیخ الحدیث مولانا فضل محمد حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

عدم خروج کا نظریہ بعد کے فقہاء کا ہے۔انہوں نے بھی خروج کے لیے جو شرائط اختیار کیں اس وجہ سے کیں کہ ہر کوئی اٹھ کر اور چند لوگوں جتھا لے کر خروج کے لیے نہ نکل

کھڑا ہو۔اس سے اسلامی خلافت اور خلافت اسلامیہ (یہ دونوں ایک ہیں) کے کمزور ہونے کا خطرہ قوی تھا۔اب جب صورتحال یکسر مختلف ہے، مسلمانوں کے چھپن، ستاون ممالک ہیں کہیں بھی اسلامی خلافت قائم نہیں ہے نہ شریعت کی بالادستی ہے، پاکستان کا ریاستی ڈھانچہ سرمایادارانہ جمہوری نظام پر مبنی ہے،اس کا آئین ایک لبرل آئین ہے،اس کی تمام تر معیشت کا دارو مدار سود پر ہے اس لیے پاکستان کو اسلامی مملکت تصور کرنا اور اس ریاست پر وہی شرعی احکام لاگو کرنا جو خلافت و امارت پر لاگو ہوتے ہیں کیوں کر درست ہو سکتا ہے۔۔؟

اس وقت کفریہ نظام اقتدار چل رہا ہے اس کا تو اول و آخر مقصد ہی شعائر کی ،اسلامی روایت و دینی فکر کو پامال کرنا اور اسکی جگہ کافرانہ افکار و نظریات کو مستحکم کرنا ہے۔(مولانا فضل محمد کا اقتباس۔تحریک لال مسجد،فریضہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا عملی سبق)

اور اپنی کتاب (دعوت جہاد) میں امام ابو حنیفہؒ کا فتویٰ "۔نفاذ شریعت کے لیے جہاد کرنا 50 نفلی حج کرنے سے افضل ہے" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:145 ہجری کا واقعہ ہے کہ خلفاء بنو عباس کا فرمانروا منصور عباسی کے خلاف بصرہ میں محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم نفس مرضیہ، دو بھائیوں نے نفاذ شریعت اور اقامت دین کی غرض سے جہاد کا اعلان کیا ۔ان حضرات کو کئی شہروں میں نمایاں کامیابی بھی حاصل ہوئی۔جہاں یہ حضرات قابض ہو جاتے تھے وہاں مکمل شریعت نافذ کرتے تھے، جہاں علماء کرام ان کے حامی تھے وہاں امام ابو حنیفہ اس تحریک کے روح رواں تھے۔

الیافعی نے لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ ابراہیم کی حمایت کے لیے لوگوں کو علی الاعلان جہاد پر ابھاتے تھے اور لوگوں کو حکم دیتے تھے کہ ان کے ساتھ ہو کر حکومت کا مقابلہ کرو، امام زفر فرماتے ہیں کہ ابراہیم کے زمانے میں امام ابو حنیفہ ان کی حمایت میں بڑے شدومد کے ساتھ بولنے لگے تھے"۔(بحوالہ امامؒ کی سیاسی زندگی، مؤلف: مولانا مناظر احسن گیلانی ،صفحہ 343)

اس کا مطلب یہی ہوا کہ اما صاحب حکومت کے انتقام سے قطعاً بے پرواہ ہو کر اعلانیہ ابرہیم کی حمایت کا دم بھرنے لگے اور نہ صرف خود بلکہ جو بھی ان کے زیر اثر تھا اس کو بھی ابراہیم کی حمایت پہ آمادہ کرتے تھے اور امر دیتے تھے۔اگر امر کے اصلاحی معنی لئے جائیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ان کا ساتھ دے کر حکومت ظالمہ کے مقابلے کو فرض کرار دیتے تھے اور کیسا فرض۔۔۔؟ذرا دیکھیں کہ کوفہ کے مشہور محدث ابراہیم بن سوید کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو حنیفہؒ سے ابراہیم بن عبد اللہ کے خروج کے زمانے میں دریافت کیا کہ فرض حج ادا کرنے کے بعد آپ کا خیال ہے کہ (نفلی) حج کرنا زیادہ بہتر ہے یا اس شخص (یعنی ابراہیم) کی رفاقت میں حکومت سے مقابلہ کرنا زیادہ ثواب کا کام ہے۔۔؟ابراہیم بن سوید کہتے ہیں کہ غور کے ساتھ میں نے دیکھا کہ امام صاحبؒ کہہ رہے رہیں کہ اس جنگ میں شرکت ایسے پچاس حج سے زیادہ افضل ہے"۔(مذکورہ بالا حوالہ کے ساتھ)

امام ابو حنیفہؒ کے اس فتوی سے ایک تو یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ نفلی پچاس حج سے جہاد افضل ہے،دوسرا یہ مسئلہ حل ہوا کہ نفاذ شریعت کے لیے مسلح جدو جہد کرنا،اسلحہ اٹھانا

مسلمانون پر فرض ہے ،اگر چہ حکومت وقت اسلام کے نام پر قائم ہو۔دیکھیے منصور عباسی آخر مسلمان تھا اور آج کل کے حکمرانوں سے بدر جہاں بہتر تھا مگر نفاذ شریعت کے لیے امام ابو حنیفہؒ نے اس کے ساتھ لڑنے کو جائز قرار دیا جو اس میں مارا جائے اس کو شہید قرار دیا

امام صاحب کے نزدیک کفار کو چھوڑ کر ان حکمرانوں کے خلاف لڑنا افضل ہے

"چنانچہ مصیصہ کی چھاؤنی کے ایک کمانڈر کا بھائی ابراہم کے ساتھ ہو کر حکومت کی فوجوں کے ہاتھوں مارا گیا،اس کا بھائی مصیصہ سے آیا اور امام صاحب سے ملا اور کہا میرے بھائی کو آپ نے ابھارا اور وہ مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا،یہ آپ نے بہت برا کیا۔امام صاحب نے فرمایا کہ میں تو چاہتا تھا کہ کفار کے مقابلے سے دست کش ہو کر تم یہاں آجاتے اور جہاں تمہارا بھائی شہید ہوا تھا وہیں پر تم بھی شہید ہو جاتے تو یہ اس سے بہتر ہو تا کہ جو تم کفار کے مقابلے میں مصیصہ میں تھے،اور تم جہاد کر رہے ہو اس سے مجھے یہ زیادہ پسند ہے جس میں تمہارا بھائی مارا گیا"۔(دعوت جہاد) آج تو مسئلہ ہی کچھ اور ہے کہ مجاہدین بے چارے دفاعی پوزیشن میں ہیں اور اپنے دفاع کی خاطر ان کے سامنے دو قسم کے طبقے ہیں۔ایک تو یہود و نصاریٰ اور دوسرا نام نہاد مسلمان حکمرانوں کا طبقہ،تو اس سے یہ بات تو واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ یہود و نصاریٰ سے زیادہ ان کے خلاف جہاد کرنا افضل ہے ،اس لیے کہ ایک تو یہ نفاذ شریعت کے منکر ہیں اور دوسرا یہود و نصاریٰ کے ساتھ مل کر

مجاہدین کے خلاف لڑ رہے ہیں، لہٰذا کفار سے پہلے ان کا دماغ ٹھیک کرنا وقت کا اہم فریضہ ہے۔ واللہ اعلم

500 پانچ سو علماء کا فتوی

سنہ 2004ء میں پاکستان بھر کے 500 سے زائد علماء کرام نے وزیرستان میں فوجی آپریشن کے خلاف اور مجاہدین کے دفاعی جہاد کے حق میں ایک تاریخی فتوی جاری کیا تھا ،اس فتوے کی رو سے "دہشت گردی" کے خاتمے کے نام پر کی جانے والی فوجی کاروائی شرعاً ناجائز و حرام ہیں۔ اس میں شریک ہونے والے فوجیوں کی شرکت بھی حرام اور موت بھی حرام ہے۔ اور ان کے بالمقابل اپنا دفاع کرنے والے "مجاہدین" اور "مارے جانے والے "شہید ہیں۔

فتوی کا اقتباس

1) موجودہ حالات میں پاکستانی فوج وانا (وزیرستان)میں مجاہدین اور ان کے حامی مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی ختم کرنے کے نام پہ کاروائی کرنا۔ کرانا قرآن و سنت کی صریح نصوص کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز و حرام اور سخت گناہ ہے۔ خوا یہ

کاروائی امریکہ کے شدید دباؤ کی وجہ سے ہو یا بغیر دباؤ کے ہو۔ دونوں صورتوں میں کافروں کو خوش کرنے کے لیے مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی کاروائی خواہ ان کو شہید کرنے کی صورت میں ہو یا ان کو گرفتار کر کے امریکہ کے حوالے کرنے کی صورت میں ۔متعدد آیات و احادیث مبارکہ اور عبارات فقہا کی روشنی میں ناجائز اور حرام ہے۔ان صریح آیات کے پیش نظر شریعت نے کسی مسلمان کے لیے کسی دوسرے مسلمان کے خلاف کاروائی کو ناجائز قرار دیا ہے۔ نیز اگر مسلمانوں کو یہ اندیشہ بھی ہو کہ اگر ہم نے غیر مسلموں کا یہ مطالبہ نہیں مانا تو غیر مسلم خود ہمیں قتل کر دیں گے یا کسی شدید نقصان میں مبتلا کر دیں گے تب بھی ان کا مطالبہ ماننا مسلمانوں کے لیے جائز نہیں ہے۔

2) حاکم وقت کے کسی ایسے حکم ماننا اور اس کی اطاعت کرنا جو شریعت کے خلاف ہو ہر گز جائز نہیں، حرام ہے۔ لہٰذا حاکم وقت کسی بے گناہ کے قتل یا گرفتاری کرنے کا اپنی رعایا یا اپنی افواج کو حکم دے تو اس کی تعمیل ہر گز جائز نہیں۔وانا میں مسلمانوں کے خلاف حکومتی کاروائی چونکہ شریعت کے خلاف ہے اس لئے فوج کے لئے اس کاروائی میں شریک ہونا جائز نہیں۔ لہٰذا مسلمان فوجیوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے خلاف ہونے والی اس قسم کی کاروائی میں شریک ہونے سے انکار کر دیں ورنہ وہ بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہوں گے۔

3) مذکورہ صورت میں حاکم وقت یا کمانڈر کے خلاف شرعی حکم پر عمل کرتے ہوئے جو فوجی اس کاروائی میں شریک ہو گا وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو گا اور اس کی موت واقع ہو جائے تو وہ ہر گز شہید نہیں کہلائے گا۔ جہاں تک ایسے لوگوں کی موت واقع ہونے کی

صورت میں نماز جنازہ پڑھانے اور اس میں لوگوں کی شرکت کا تعلق ہے تو ایک مسلمان کی غیرت، حمیت اور دینی جذبے کا یہ تقاضا ہے کہ ایسے لوگوں کی نماز جنازہ میں کوئی بھی شریک نہ ہو اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کوئی آگے ہو۔

4) ایسے تمام افراد جو ان ظالمانہ فوجی کاروائی میں مارے جائیں چونکہ شرعًا معصوم اور بے گناہ ہیں لہٰذا شرعًا وہ شہید ہوں گے۔

اس فتوی پر دستخط کرنے والوں میں سے چند ممتاز علمائے کرام کے اسمائے گرامی

1. مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ
2. مولانا شیر علی شاہ صاحب (جامعہ اکوڑہ خٹک)
3. مولانا مختار الدین صاحب (کربوغہ شریف)
4. مولانا فضل محمد صاحب حفظہ اللہ
5. مولانا عبد العزیز صاحب (لال مسجد)
6. ڈاکٹر عبد الرزاق سکندر صاحب
7. مفتی سیف اللہ صاحب (رئیس دار الافتاء جامعہ اکوڑہ خٹک)
8. مفتی حمید اللہ جان صاحب (رئیس دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور)
9. مولانا محمد امین شہیدؒ (ہنگو)

محترم دوستوں!

سمجھنے والوں کے لئے اتنا کچھ ہی کافی ہے جو لوگ روزانہ پانچ سو علماء کرام کے فتویٰ کے منتظر رہتے ہیں وہ تو پھر منتظر رہیں گے۔ کہ آج کل اس ظالم حکومت کے خلاف فتوی دینا آسان کام نہیں ہے کہ جو علماء کرام فتوی دے چکے ہیں وہ شہادت پر بھی راضی ہو چکے ہیں ،کچھ تو اس ارفع مقام پر فائز ہو چکے ہیں اور کچھ انتظار میں ہے۔

اللہ تعالیٰ ان باقی ہستیوں کی حفاظت فرمائیں۔